ہمارے تعلق بالقرآن کے چند غور طلب گوشے

علامہ غلام شبیر بخاری
سابق ڈائریکٹر محکمہ تعلیمات پنجاب

عالمی بصیرت گواہی دیتی ہے کہ دورِ حاضر تعلیماتِ قرآنی کی نشاۃِ ثانیہ کا دور ہے اور روحانی و فکری نہضۃ جدیدہ کے ممکن مقتضیات کو کماحقہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے مسلسل ارتقائی عمل میں پورے آفاقی الہامی ادبیات میں قرآنِ مقدّس وہ منفرد اور واحد دستورِ حیات ہے جس میں بنی نوع انسان کی ابدالآباد تک ہمہ جہتی رہنمائی کی ہر صلاحیت موجود ہے۔

مجلسِ اقوامِ متحدہ کا قیام عصرِ حاضر کا ایک بہت بڑا تہذیبی سمبل ہے جو بلاشبہ فطرتِ انسانی کی یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى کے حکم پر فرمانبردارانہ صدائے لبیک ہے۔ حقوقِ انسانی کا منشور (چارٹر آف ہیومن رائٹس) لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ کا تشنہ سا دیباچہ ہے۔ سود بنیاد عصری معیشت قرآنی انسان دوست قرضِ حسنہ کے معاشی نظام سے یوں متاثر ہو رہی ہے کہ ماہر معاشیات کینز کے مطابق

"The latest thinking on the Theory of Interest is that the rate of interest should be brought down to Zero percent."

بائبل سائنس اینڈ قرآن کے مصنّف بوکائی نے سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے جو نئے روشن افق دیکھے ہیں ان سے تو چاند پر پہلے انسانی چھوٹے قدم کو آنے والے اَن گنت بڑے قدموں کا پیش خیمہ کہنا پڑے گا۔ گوئٹے نے ایکرمان کو قرآن مجید کے بارے میں یہ کہہ کر متحیر کر دیا تھا کہ ہم اپنے تمام نظام ہائے

مروّجہ میں ناکام ہو گئے ہیں اس قرآن مجید کا نظام ناکام نہیں ہوا - اور آج میخائل گورباچوف کے یہ الفاظ جنہیں امریکی رسالہ ٹائم نے ۴ دسمبر ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں دہرایا ہے کس قدر چونکا دینے والے ہیں، ان کا کہنا ہے :

"We need spiritual values. We need a revolution of the mind. This is the only way towards a new culture and a new politics THAT CAN MEET THE CHALLENGE OF THE TIME."

قرآنِ مقدّس بلاشبہ گلشنِ اقدارِ حیات کا وہ گلِ سرسبد ہے جس کی مہکار گلستانِ کائناتِ فکر و نظر کی سب سے بڑی طلب ہے - رجوع الی القرآن کے اس ہمہ گیر دور میں اگر قائد اعظم محمد علی جناح نے یہ کہا کہ :

"It is the great book Quran that is the sheet anchor of Muslim India" (Dec 1943)

یا قرار دادِ مقاصد میں یہ اعلائے کلمۃ الحق ہوا کہ "چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکتِ غیرے حاکمِ مطلق ہے اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکتِ پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے اور پھر دستور مرتب کرنے میں جو مقاصد پیش نظر رکھے گئے ان میں ایک یہ اہم مقصد بھی شامل ہے کہ مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کے قابل بنایا جائے گا" تو یہ امر وقت کے تہذیبی دھارے کے خلاف نہیں ہے بلکہ عصری مقتضیات کے عین مطابق ہے - البتہ ایک زندہ قوم کی طرح ہمیں خود احتسابی کے عمل سے لگاتار گزرتے رہنا چاہئے کہ تعلق بالقرآن، تمسک بالقرآن اور رجوع الی القرآن نے ہمیں گزشتہ سالوں میں زندگی کے اونچے آدرشوں سے کس حد تک ہمکنار کیا اور ہماری زندگیوں میں ملتِ اسلامیہ کی نشاۃِ ثانیہ لانے کے لئے کن کن خوابیدہ مضمراتِ حیات کو بیدار کیا -

مرکزی انجمن خدّام القرآن نے ۱۹۶۹ء میں امیرِ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک فکر انگیز مقالہ "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" شائع کیا تھا اس میں قرآن مجید کے

بارے میں مسلمانوں کی پانچ اہم ذمہ داریوں کا بڑی خوبی سے احاطہ کیا گیا ہے۔

پہلی ذمہ داری قرآن مجید پر ایمان لانا ہے اور اس کی کماحقہ تعظیم کرنا ہے گویا قرآن مجید پر ایمان لایا جائے۔ دوسری ذمہ داری تلاوت و ترتیل ہے یعنی اسے پڑھا جائے۔ تیسری ذمہ داری تذکر و تدبّر ہے یعنی اسے سمجھا جائے۔ چوتھی ذمہ داری حکم و اقامت ہے یعنی اس پر عمل کیا جائے اور پانچویں ذمہ داری تبلیغ و تبیان ہے یعنی اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔

محاضراتِ قرآنی کی اس نشست میں آیئے ڈاکٹر صاحب کے وضاحت کردہ ان فرائضِ خمسہ کی روشنی میں اپنے تعلق بالقرآن اور رجوع الی القرآن کے چند غور طلب گوشوں پر نظر ڈالیں۔ ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ ہم من حیث القوم "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ---الخ" پر اپنے ایمان کی تجدید کریں کہ لاریب سرورِ کائنات فخرِ موجودات سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن حکیم پر تکمیل دین ہو گئی' اس کے بعد نہ کوئی پیام بر ہے نہ کتاب۔ قرآن مجید غیر محرف و غیر مبدّل صحیفۂ آسمانی ہے۔ بفحوائے "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ"۔ احکامِ قرآنی کا اتّباع نہ کیا جائے تو یہ فسق ہے' ظلم ہے اور کفر ہے۔ قرآن مجید ادبیاتِ عالیہ کا شاہکار ہے اور یہ اس سرچشمۂ رشد و ہدایت کا تسلسل ہے جس کے پہلے ساقی سیّدنا آدم علیہ السلام تھے۔

آج اگر کوئی نام نہاد طبقۂ اہلِ دانش بائبل کے انگریزی ترجمے کو تو ادبیاتِ عالیہ میں شمار کرتا ہے مگر عبداللہ یوسف علیؒ کے انگریزی ترجمۂ قرآن کریم یا شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمۂ قرآن مجید یا ابوالکلامؒ آزاد کے اردو ترجمۂ قرآنِ کریم کو ادب ماننے سے انکار کرتا ہے' یا الہامی کتابوں کو نفرتوں کے صحیفے گردانتا ہے' یا 'ابیاتِ شیطانی' کی طرح کے گمراہ کن لٹریچر کو ادبِ عالیہ میں شمار کرتا ہے تو قرآن مجید کی اہانت کا ارتکاب کرتا ہے اور ہماری ایمانیات کا تقاضا ہونا چاہئے کہ اہانتِ قرآنِ حکیم کو تعزیری جرم قرار دیں اور اس کی سخت سے سخت سزا ہو۔

ہمارے قرآن مجید پر ایمان کا یہ تقاضا بھی ہے کہ اس کی صحتِ اشاعت کا اہتمام ہو۔ اسے نفع اندوز تاجروں کی لوٹ کھسوٹ سے بچایا جائے۔ محکمہ اوقاف باقی اسلامی ملکوں کی طرح قرآن مجید کی صحت طباعت اور اس کے معیاری تراجم اور عربی' فارسی' انگریزی' اردو تفسیروں کی اشاعت کا نظام اپنے ہاتھ میں لے یا ایسے نیک نہاد اور خدا خوف مسلمانوں

کی کارپوریشنوں کے حوالے کرے جس سے عامتہ المسلمین کو اس منبع نور سے حصولِ نور میں ہر ممکن سہولت ہو - ناقابلِ استعمال کاغذوں پر درج آیاتِ قرآنی کے ڈسپوزل کا مناسب انتظام قرآن مجید کے احترام کا ایک اہم حصہ ہے - ہر رمضان المبارک قرآن کریم کی سالگرہ ہے - اس ماہ مبارک میں عمدہ سے عمدہ نسخہ ہائے قرآنی کی نمائش کا انعقاد ہو' قرآن مجید کے دنیا بھر کے منتخب قراء کے کیسٹ مہیا ہوں' ریڈیو اور ٹیلی وژن کے پروگراموں میں قراءت کی محفلوں کو زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل ہو - آیاتِ قرآنی کی عظمت پتھر دل کافروں کے دلوں میں اتر جاتی تھی اِس دَور کے مسلمانوں کے دل ان سے زیادہ سخت نہیں ہیں - کتبِ قراءت وتجوید' ترجمہ و تفسیر کا زیادہ سے زیادہ فروغ اور مجالسِ قراءتِ قرآنی کا وسیع سے وسیع تر پیمانے پر انعقاد ہمارے ایمان بالقرآن کی تقویت کا باعث ہوگا اور عالمی سطح پر قراءت وتجوید کے ایمان پرور اجتماعات کرکٹ اور ہاکی کے میچوں سے زیادہ ایمان افروز ثابت ہوں گے -

---

ڈاکٹر صاحب نے قرآن حکیم کا دوسرا حق تلاوت و ترتیل قرار دیا ہے گویا قرآن مجید کو "رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا" کے حکم کی تعمیل میں ترتیل سے پڑھا جائے - اعضاء الصّوت پر ضبط ہو 'ذ' 'ز' 'ض' اور 'ظ' 'ہ' اور 'ح' 'ق' اور 'ک' حروف الگ الگ ادا ہوں - ترقیق اور تفخیم کا پورا پورا لحاظ ہو - فوائدِ مکیہ' ہدیۃ الوحید' جمال القرآن جیسے رسالے یا ان کے مختصر اور اہم حصے کثرت سے چھپوا کر عام کئے جائیں تاکہ ناظرہ پڑھانے والوں کی رہنمائی ہو سکے - قراءت اور تجوید میں ڈپلومہ کورسز ہوں اور ڈپلومہ ہولڈر قراء کو دو دو تین تین پیشگی ترقیاں دی جائیں' پھر دیکھیں قراءت و تجوید میں انہماک کیسے بڑھتا ہے - میں نے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن اور بہاولپور' ملتان' پنجاب یونیورسٹیوں میں چانسلرز کمیٹی کے رکن کے طور پر یہ تجاویز پیش کی تھیں اور انہیں اس وقت بڑا سراہا گیا لیکن بوجوہ بات آگے نہ بڑھی - میری اب بھی یہی رائے ہے کہ اگر تجوید اور قراءت کو باضابطہ فروغ نہ ملا تو ناظرہ خوانوں میں صحّتِ تلفّظ ہمیشہ محلِ نظر رہے گی -

اب آیئے اصل مسئلے کی طرف' ہماری کم و بیش دس کروڑ اسی لاکھ مسلمان آبادی علاوہ غیر مسلموں کے' میں سے ایک کروڑ بچے ہیں جن میں سے تیس چالیس لاکھ حصولِ تعلیم

کے حق سے محروم ہیں باقی پچپن ساٹھ لاکھ کا بمشکل دس فیصد قرآن مجید ناظرہ پڑھ سکتا ہے۔ آخری پارے کے ربعِ آخر کا ترجمہ ایک فیصد اور کسی قدر ابتدائی تفسیر ۵ فی ہزار۔

اسلامی اسکولوں کو قومیانے سے پہلے ان میں ایک بڑی تعداد ان اسکولوں کی تھی جن میں قرآن مجید ناظرہ پڑھانے کا انتظام تھا۔ جبکہ ان کے ہم عصر سرکاری اسکولوں میں ایسا انتظام نہ تھا۔ قومیانے کے بعد ان اسلامی مدارس کے قرآن مجید پڑھانے والے قاری اساتذہ اس لئے بجٹ میں ضم نہ ہو سکے کہ سرکاری بجٹ میں اس اسامی کی منظوری نہ تھی' عوامی دباؤ سے کبھی کبھار چند اسامیاں مل گئیں لیکن ان سے قرآن مجید کی تعلیم کا نظام برپا نہ ہو سکا۔ میرے محترم بھائی حافظ نذر احمد کی ترغیب سے ایک نو مسلم مجاہدِ اسلام الحاج محمد یوسف سیٹھی نے مالی اعانت اور قاریوں کی تربیت کی پیشکش کی جسے "اسلامی حکومت" نے بادلِ نخواستہ منظور کر لیا۔ سیٹھی ٹرسٹ کے نگران محمد یوسف سیٹھی نے اسلامیہ ہائی سکول لاہور میں قاریوں کی تربیت کا بڑا اچھا انتظام کر دیا۔ یہ کام مفید نتائج پیدا کر سکتا تھا لیکن اربابِ حکومت میں ایک طبقہ ایسا تھا جن کا اصول تھا کہ نہ تو اس ملک کی تعلیم کو خود بہتر کرنے کی سعی کرنا ہے اور نہ ہی کسی اچھی سعی کو جاری رہنے دینا ہے پھر آں قدح بشکست و آں ساقی نہ ماند۔ چنانچہ ۱۹۹۰ء کے نظامِ مدارسِ سرکاری میں قرآن مجید کی تدریس کا مناسب انتظام نہیں ہے۔ کوئی سکول کا بچہ ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گا جس نے کسی سرکاری سکول میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا ہو۔ ہاں مکاتب اور گرانٹ لینے والے دینی مدارس اور ان کے مولوی شاید اس سے مستثنیٰ ہوں۔ خدا بھلا کرے محلوں کی مسجدوں میں بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید پڑھانے والے آئمہ مساجد کا اور ان دین دار ماؤں کا جنہیں بچوں کی دینی تعلیم کا شوق ہے ------ کہ قرآن مجید ناظرہ میں کچھ کام ہو رہا ہے۔ لیکن اس میں حکومت کا کم سے کم دخل ہے جس نے قرآن و سنت پر اپنے نظامِ حکمرانی کی بنیاد رکھی ہے۔ جب قرآن مجید کسی نے پڑھا ہی نہ ہوگا' اس کا ترجمہ ہی نہ جانتا ہوگا' اس کے مفاہیم عالیہ سے آگاہ ہی نہیں ہوگا تو کیسا دستور' کیسا نفاذ شریعت اور کہاں کا اسلامی نظام حیات!

اس سے بہتر طریقہ کار تو اسلامی ریاست بہاولپور نے اختیار کیا تھا۔ ہمارے ملک کے دانشوروں نے بہاول پور کے نوابوں کو یہ احساس دلایا کہ وہ عباسیوں کی علمی روایات کے

امین ہیں اس لئے اسلامی تعلیمات میں اپنا تاریخی رول ادا کریں - ۱۹۴۱ء میں مولانا ظفر علیخان نے وہاں کی دینی فضا سے متاثر ہوکر کہا تھا ؎

روایاتِ سلف کی رونقیں گلشن بداماں ہیں
نظر اربابِ بینش کی پہنچ سکتی جہاں تک ہے!

خوشی محمد ناظر نے کہا کہ ؎

ترے اجداد نے بغداد دجلے پر بسایا تھا
تو ستلج کے کنارے پر نیا بغداد پیدا کر

چنانچہ بغدادِ جدید میں علمی روایات کا احیا ہوا - دینی درس گاہ جامعہ عباسیہ اور اس کے ساتھ عربی کالج اور مدارس قائم ہوئے - اور اس کے ساتھ مصر کے جامعہ ازہر اور ندوۃ العلما کا قیام تجویز ہوا - اس فضا میں تعلیم عام کرنے کی ایک تنظیم مکاتب کی اسکیم نافذ کرنے کی سعادت مجھے مقدر ہوئی - ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۱ء تک چار ہزار دیہات کا سروے ہوا - علاقے کو پندرہ ٹیموں کی سپردگی میں بانٹا گیا - آئمہ کی تربیت کا انتظام ہوا' مسجد کمیٹیوں کے تعاون سے خواندہ آئمہ کا تقرر ہوا - کامیاب مکاتب کو بچوں کی تعداد، معلّم کی استعداد ' لوگوں کی امداد کے پیش نظر گورنمنٹ نے گرانٹ دی ' اچھے مکاتب میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہوا اور ان کا معیار عام ابتدائی مدارس سے بلند ہوگیا - میں نے محکمہ تعلیم سندھ ' بلوچستان ' سرحد ' آزاد کشمیر اور پنجاب کے کمشنوں کے ذریعے سے اس تجربے کو جانچا' پرکھا اور قبول کیا - ملکی اور غیر ملکی پچاس سے زائد ماہرین تعلیم نے اس کی افادیت پر مہر تصدیق ثبت کی - میرے نزدیک سب سے زیادہ خوبی کی بات یہ تھی کہ ان مکاتب میں ناظرہ قرآن مجید پانچویں جماعت تک مکمل ہو جاتا تھا البتہ جہاں جہاں حفظ کا انتظام کیا گیا وہاں دو سال زائد صرف کرنا ہوتے تھے -

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ' میاں افضل حسین ' ڈاکٹر محمود حسن ' ڈاکٹر سید محمد عبد اللہ ' علامہ علاؤ الدین صدیقی کے تعاون سے ایوب خان ' یحییٰ خان ' ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کے ادوار میں مکاتب کا قیام ہماری قومی تعلیمی پالیسی کا حصہ بنا - شہری مکاتب کیتھڈرل اور کانونٹ سکولوں کو مات کر سکتے تھے لیکن یوں محسوس ہوا کہ دیہاتی ائمہ میں مخلصانہ کام کی لگن زیادہ ہے - میں نے ایک سیکرٹری صاحب کو جو مکاتب کے مسجد سے تعلق پر ہمیشہ

معترض رہتے تھے ایک کیتھڈرل کے پاس اپنے بچے کے انتظار میں کار لیے کھڑا دیکھا تو ان سے سوال کیا کہ حضرت! یہ بھی تو چرچ اسکول ہے لیکن ان کی سی ایس پی ایت سے کوئی بات بنی نہیں البتہ یہ کہا کہ کیا ہمارا ملّا یہ چیلنج قبول کرنے کو تیار ہے؟ کہ اسی معیار کی تعلیم گاہ مہیّا کر سکے - یہی سوال میں بصد ادب آپ کے سامنے دہرا رہا ہوں -

یہ مکتب بلاشبہ قرآنی ادارے ہیں - ان کا اجراء' استحکام اور ان کے لئے ایک مربوط نظام آج بھی ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے - اگر حکومت ان کی سرپرستی میں سرگرم نہیں تو ہماری اسلامی انجمنیں اور قرآنی ادارے اس اہم ترین خدمت میں آگے بڑھ سکتے ہیں - اپنی قوم کے نونہالوں کو مسیحیت کی آغوش میں پلتے دیکھ کر کبھی تو غیرت بیدار ہو - ہر صوبائی حکومت کو اس اہم فروگزاشت کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کے سکولوں میں قرآن مجید کی تدریس کا کوئی انتظام نہیں -

---

ڈاکٹر صاحب نے تلاوت و ترتیل کے بعد قرآن مجید کا تیسرا حق تذکّر و تدبّر قرار دیا ہے یعنی قرآن مجید کے مفاہیم کو سمجھا جائے اور اس پر تدبر کیا جائے - اس حق کے پاسدار ہمارے اعلیٰ تعلیمی ادارے' کالج' یونیورسٹیاں اور دینی جامع العلوم ہیں - مدارسِ دینی کا ایک مفید اور جامع جائزہ برادر محترم حافظ نذر احمد نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا - شاید اس پر مزید کام بھی ہوا ہو - اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ ان اداروں کے نصابات' امتحانات اور تعلیمی معیارات پر ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے - مجھے محکمہ تعلیمات مغربی پاکستان نے مشرقی پاکستان کے مدرسہ بورڈ کے خطوط پر مغربی پاکستان کے لئے بورڈ تشکیل دینے کا منصوبہ سونپا تھا - میں نے کم و بیش ایک ماہ وہاں کے اداروں کا معائنہ کیا اور وہاں کے اداروں کی بعض صحت مند روایات کو اپنے ہاں رائج کرنے کی اہمیت' وہاں کی کمیٹی برائے نصابات اور مدرسہ بورڈ امتحانات پر ایک مفصّل رپورٹ پیش کی لیکن سیاسی حالات کے بدل جانے' جنگ کے ہنگامی حالات اور نظامِ حکومت میں تبدیلی میں وہ سارا دفتر گاؤ خورد ہو گیا - مدرسہ بورڈ قائم نہ ہو سکا الگ الگ مسالک کے وفاق قائم ہوئے - لیکن ان کا محورِ فکر بڑا محدود تھا اور اکثر مہتمم صاحبان کو اعتراف ہے کہ شمسِ بازغہ اور مسلّم العلوم' تو کیا' شرح جامی پڑھانے والے اساتذہ بھی دستیاب نہیں ہیں - اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے شاید مجھ سے ایک گناہ ہی سرزد ہوا کہ ان مدارسِ عربیہ کے طرز پر میں نے چاہا کہ بہاولپور میں بلند معیار

جامعہ عباسیہ اسلامیہ یونیورسٹی بن جائے اور اس کے نصاب میں مشرقی اور مغربی علوم کا حسین امتزاج ہو - اتفاق سے میں تین سالوں کے لئے تعلیم سے اوقاف میں چلا گیا اس سے یہ مرحلہ کسی قدر آسان ہوگیا - شیخ محمد اکرام مرحوم کی مخلصانہ کوششوں سے محمود حسن کمیٹی ' شیخ اکرام کمیٹی ' اور قبل ازیں سلمان ندوی کمیٹی اور شبیر احمد عثمانی کمیٹی (مولانا عثمانی کا انتقال بھی بہاول پور میں ہوا جب وہ نصابی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے یہاں آئے ہوئے تھے) کی سفارشات سے ایک جامع نصاب مرتب ہوا لیکن ایک اہم مسئلے سے صرفِ نظر ہوگیا - بعض درجات میں جدید اور قدیم علوم کا نالج ایریا بہت بڑھ گیا اس لئے کچھ مضامین کے ساتھ "بہ تخفیفِ موزوں" کے الفاظ ایزاد کر دیئے گئے جو آج تک اسی طرح قائم ہیں - خدا کرے کوئی ایسا معلم آئے جو اس نصاب کو نافذ کرے اور 'تخفیفِ موزوں' کے معانی کھلیں -

دوسری طرف درسِ نظامی کا مستند اور مستحکم ادارہ دیوبند اور بریلی کی عصبیتوں کی بھینٹ چڑھ گیا - شیخ التفسیر دیوبندی تھے ' شیخ الحدیث بریلوی ' ایک ہی ادارے میں الگ الگ جماعتیں شروع ہوئیں ' پھر استادوں کی بے عزتی ہوئی ' فائرنگ ہوئی اور قدیم علوم کا یہ گہوارہ نئے علوم میں تو شرکت نہ کر سکا البتہ اس نے نئے کلچر ' کلاشن کوف کلچر سے پوری آگہی اختیار کرلی - وہ ادارہ جسے پاکستان کا مدرسہ عالیہ بغداد اور جامعہ ازہر قاہرہ کا جواب بننا تھا آج پوری قوم کے سامنے سوال بن کر رہ گیا ہے - ؎

داغِ فراق و صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اِک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

جو نصاب سالہا سال کی محنت سے تیار ہوا ' اس پر پھر نظرِ ثانی ہوئی ' اسے اداروں کے مشورے سے تیار کیا گیا تھا لیکن کسی ادارے نے بھی اسے قبول نہ کیا - نہ اربابِ اختیار کو اس میں دلچسپی تھی چنانچہ جس طرح سیاست کاروں کی مستحکم تربیت گاہ نہ ہونے کے سبب سے ان میں تشتتِ فکری نے جڑ پکڑلی ہے اسی طرح اعلیٰ دینی اداروں میں ہم آہنگیٔ فکر نہ ہونے کے سبب سے وہ قوت نہیں پیدا ہو سکی جو انہیں ہندوستان یا ایران کی علمی دریوزہ گری سے بے نیاز کر سکے - آج کے غلام علی گڑھ ' دیوبند ' بریلی اور سہارنپور آزاد پاکستان کی رہنمائی نہ کر سکے - شاید ایران کے حالات کا ہمارے ملک کے حالات سے اس موقع پر حوالہ

مفید نہ ہو - پاکستان میں اعلیٰ دینی اداروں کے سربراہوں سے باادب گزارش کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ۔

تا کجا در تہِ بال و گراں می باشی
در ہوائے چمن آزاد پریدن آموز

اس بندۂ عاجز نے اوقاف کے اربابِ اختیار سے درخواست کی تھی کہ دینی اداروں کے مستند علماء پر مشتمل ایک کمیشن جامعہ ازہر، دمشق، بغداد، دیوبند، بریلی، دلی، جکارتہ، مدینہ منوّرہ اور دیگر مقامات کے تعلیمی اداروں میں مطالعاتی دوروں پر بھیجیں - واپسی پر وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنے ملک میں قرآن مجید کے اس تیسرے حق کو ادا کرنے کی سعی کریں -

---

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک ہم پر قرآن مجید کا چوتھا حق حکم و اقامت ہے یعنی قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کیا جائے - اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں حکومتِ اسلامی نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے کہ " ایسے اقدامات کئے جائیں گے کہ مسلمان کتاب و سنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں " -

ایک عرصے تک نفاذ شریعتِ قرآنی کی بال گورنمنٹ کے کورٹ میں رہی پھر علماء کونسل اور مجلسِ شوریٰ کے کورٹ میں پہنچی وہاں سے پھر اسلامائزیشن کمیٹی کو منتقل ہوگئی - ایک حالیہ اعلان کی رو سے سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ چیف جسٹس اس اہم ترین خدمت پر مامور ہوئے ہیں - ہمارے محلوں کے نیک نہاد آئمہ مساجد پانچ وقت ہر نماز میں دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس ملک میں قانونِ شریعت کا نفاذ فرما اور دلوں سے صدقِ دل سے آمین نکلتی ہے - یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ جارج واشنگٹن اور ابراہیم لنکن کو نو امریکہ میں جمہوریت نافذ کرنے یا مرد آہن سٹالن کو کمیونزم نافذ کرنے یا ماؤزے تنگ کو چینی اشتراکیت برپا کرنے میں تو لیت و لعل کے یہ ہفت خواں سر نہیں کرنے پڑے جو ہمارے اربابِ اختیار کو گزشتہ بیالیس سال سے درپیش ہیں - یہ کیا اندھیر ہے کہ پاکستان کا ہر حکمران جس دستور پر حلف اٹھا کر زمام اختیار سنبھالتا ہے کسی کو بھی آج تک توفیق نہیں ہوئی کہ دستور ملکی کی محولہ بالا دفعہ نافذ کر دے - ع کو خویشتن گم است کرا رہبری کند -

ترکی زبان کا ایک محاورہ ہے کہ مچھلی سر سے سڑنا شروع ہوتی ہے - جب ملک کے ایم

این اے ' ایم پی اے اور اربابِ اختیار کی اکثریت تعلیماتِ قرآنی کی الف با تا سے ناواقف ہے تو اسلامی زندگی ' اسلامی تہذیب ' اسلامی ثقافت کے الفاظ لغت کی زینت ہی بنے رہیں گے - مجھے لندن کے کچھ پادریوں نے بتایا کہ ان کی تربیت کے دائرے الگ الگ ہیں - ایک صاحب نے میئروں کی تربیت کی ذمہ داری سنبھال رکھی ہے ' دوسرے نے پارلیمنٹ کے دس اراکین کی ' تیسرے نے چیمبر آف کامرس کے چیئرمین کی - وقس ہذا - مشہور سیاسی لیڈر رچرڈ اٹیلی نے کہا کہ ہم نے تاجروں ' صنعت کاروں ' سیاست دانوں ' دانشوروں ' ماہرین معاشیات ' ماہرین تعلیم کو کماحقہ پارٹی مینی فسٹو کی تعلیم دے دی ہے بلکہ شیڈو کیبنٹ بھی مقرر ہے جو موقع ملنے پر چوبیس گھنٹے میں اپنی نئی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکتی ہے -

ہمارے ہاں ایک صدر صاحب نے جب اسلامی ثقافت کے فروغ کا کام ایک ایسے سی ایس پی افسر کو مرحمت فرمایا جن کا اسلام اور اسلامی ثقافت سے دُور کا واسطہ نہ تھا تو میرے ایک دوست نے انہیں کہا کہ آپ نے تو یوں کیا ہے جیسا کہ یزید کو کہا جائے کہ وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں قصیدہ مدحیہ پیش کرے -

اگر ایک حاکم اپنے چھ فٹ طویل جسم پر اسلام نافذ نہیں کر سکتا تو وہ پورے ملک میں اس کا نفاذ کس طرح کر سکتا ہے - اسلامی نظام زندگی کے نفاذ میں تاخیر سے آج پورا ملک بدترین معصیت کوشیوں کی گرفت میں ہے اور اس سے بڑا المیہ کیا ہو سکتا ہے کہ صدر مملکت کے نزدیک ملک کی سب سے بڑی منتخب اسمبلی ہارس ٹریڈنگ کا طویلہ ہے جس میں وزیر اعظم کے بقول فرد کی قیمت دو کروڑ روپیہ بھی ہو سکتی ہے - جہاں زبان ' ذہن ' ضمیر بکاؤ مال بن گئے ہوں وہاں تعلیمات قرآنی کا نفاذ چیلنج ہے ' اہل فکر و نظر اسے قبول کریں -

---

ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کا پانچواں حق یہ قرار دیا ہے کہ اس کی تعلیمات دوسروں تک پہنچائی جائیں یعنی تبلیغ و تبیان - ادیانِ عالم کے تقابلی مطالعے کے ماہرین نے اسلام کو تبلیغی مذہب تسلیم کیا ہے - اس دین کا مزاج ابلاغ انسانی فطری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے - آج کرّۂ ارضی کی انسانی آبادی میں ہر تیسرا یا چوتھا انسان مسلمان ہے - مبلّغ قرآن کو ایک سطح پر تو مسلمانوں میں تعلیماتِ قرآنی کا فہم پیدا کرنا ہے اور دوسری سطح پر غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام دینا ہے - اس کے لئے عالمی سطح پر ایک تبلیغی ادارے کی جتنی آج ضرورت

ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی - مغربی پاکستان (موجودہ پاکستان) میں محکمہ اوقاف نے حکومتِ مصر و شام اور سعودی عربیہ کے تعاون سے دار المبلّغین کی ایک عالمی تنظیم کا ابتدائی خاکہ تیار کیا تھا لیکن بوجوہ اس میں رنگ آمیزی نہ کی جا سکی - بالآخر کوئٹہ میں ایک علماء اکیڈمی قائم کی گئی جو بعد میں لاہور منتقل ہو گئی - کوئٹہ اکیڈمی میں ایک دلچسپ منظر مشاہدے میں آیا - اکیڈمی ہاسٹل میں چاروں مسالک کے ائمہ وخطباء (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ) کو ایک طے شدہ پروگرام کے مطابق یکجا رکھا گیا - تعجب ہوا کہ مساجد میں فرقہ واریت کے ہنگاموں کو برپا رکھنے والے ائمہ بھی بڑی محبتِ باہمی سے گزر بسر کر رہے تھے - ایک دوسرے کے پیچھے باری باری نماز پڑھ لیتے تھے، آپس میں کوئی ایسا موضوع زیر بحث نہیں لاتے تھے جس سے بدمزگی پھیلنے کا اندیشہ ہوتا - اگر کسی سے لغزش ہو جاتی تو بڑی وسعتِ قلبی سے معاف کر دیتے - ہر امام ایسے مسائل بیان کرنے میں زیادہ انہماک کا اظہار کرتا جن میں اخوتِ باہمی، یگانگت اور یکجہتی جذبات کو فروغ ملتا اس ماحول نے منتظمین کی رہنمائی کی اور ائمہ و خطبا کی باہمی مشاورت سے ایسے خطبات ترتیب دیئے جا سکے جن پر زیادہ سے زیادہ ائمہ کا اتفاق تھا - انہی دنوں فیروز سنز کے مرتبہ ۵۲ خطبات بھی مہیا تھے - ان سے فائدہ یہ ہوا کہ مختلف مسالک کے پابند ائمہ و خطبا میں تعلیماتِ قرآنی کی تبلیغ میں ہم آہنگی پیدا ہو گئی - تجربے نے بتایا کہ بحمد اللہ اعتدال پسند مبلّغین کے تعاون سے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا ممکن ہے البتہ پیغام یہ ہونا چاہئے کہ لوگو! مجھے قینچی نہ دو سُوئی دو - میں سینے کے لئے آیا ہوں کاٹنے کے لئے نہیں -

ان ۵۲ خطبات کے پنجابی، سندھی، بلوچی اور پشتو میں تراجم ہوئے جن سے ہر صوبے میں تبلیغی کام میں مدد ملی - پروگرام میں یہ منصوبہ بھی داخل تھا کہ ان خطبات پر ہر چار سال بعد نظر ثانی کی جاتی رہے، ان کا عربی، فارسی اور انگریزی میں ترجمہ کیا جائے اور اکیڈمی عرب ممالک، ایران، افغانستان اور انگلستان وغیرہ میں تبلیغِ دین کے لئے مبلغین تیار کرے - ''گرین بک'' کے عنوان سے ہندو مت، بدھ مت، عیسائیت، یہودیت، کمیونزم وغیرہ دس مذاہب سے اسلام کے تقابلی مطالعے پر مشتمل ایک کتاب مبلّغین کی رہنمائی کے لئے تیار کی گئی - دراصل یہ تبلیغی کام زیادہ خوبصورتی سے ہمارے دین دوست حضرات سرانجام دے سکتے ہیں - ایک مرکزی دار المبلّغین ہو جو علاقائی زبانوں، قومی زبانوں اور بین الاقوامی

زبانوں میں مبلغین کے گروہ تیار کرے 'انہیں زبان و بیان' فلسفہ و منطق 'کلام و لغت 'بحث و مباحثہ کی فنی تربیت ہو اور انہیں عند الطلب غیر ملکی خدمات کے لئے بھیجا جائے -

ہمارے کراچی 'ملتان 'لاہور 'اسلام آباد اور پشاور 'کوئٹہ کے ادارے اس ضمن میں بڑا کام کر رہے ہیں - محترم ڈاکٹر اسرار احمد اور ان کے ایثار پیشہ ساتھی بھی قابل تعریف انہماک سے مصروف عمل ہیں ' اللہ تعالیٰ ان کے ارادے میں برکت دے لیکن خوب سے خوب تر کی جستجو جاری رہنی چاہئے -

اس عاجز کے نزدیک ایک ایسا شعبۂ تحقیق قرآن اکیڈمی میں قائم ہو جو ان تمام اعتراضات کے مدلل جواب دینے کی مسلسل کوشش کرتا رہے جو دنیا کے کسی بھی حصے میں قرآن پر اٹھائے گئے ہوں - میرا خیال ہے 'ایاتِ شیطانی' کا جواب ------ ابھی ہمارے ذمہ باقی ہے - اسی طرح امریکہ میں مجھ سے کئی جگہ لوگوں نے پوچھا کہ شیخ محمد اشرف جو تبلیغی رسالہ ، اسلامک لٹریچر شائع کرتے تھے 'وہ کیا ہوا - ان کا خیال تھا کہ انگریزی زبان جاننے والوں میں اس رسالے نے جو کام کیا ہے وہ اب تک کوئی اور ادارہ نہیں کر سکا - اسی طرح انگلستان 'امریکہ اور کینیڈا کے مسلمان چاہتے ہیں کہ انہیں اور ان کے بچوں کے لئے قرآنی لٹریچر شائع ہو - یہ عجیب بات ہے کہ ہم بچوں کے لئے قرآن مجید بھی تیار نہیں کر پائے ہیں - ایک قاری صاحب نے چھوٹے بچوں اور بچیوں کو (عمر دس تا بارہ سال) سورۂ بقرہ کے معانی پڑھانے شروع کئے تو هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ... اور... فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ... کے معانی اس عمر کے بچوں کو سمجھانے میں پریشانی کا سامنا ہوا - اسی طرح ادارہ تحقیق موجودہ فراہم تراجم پر بھی غور کرے -

مجھے وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کے معنی سمجھنے اور سمجھانے میں بڑی دقت پیش آئی - حضرت شاہ ولی اللہ راہ گم شدہ کہتے ہیں شاہ عبد القادر بھولا بھٹکا مودودی صاحب ناواقفِ راہ اور لغت میں اس کے معانی گمراہ 'حیران 'کھویا ہوا 'تنہا اور راہ تلاش کے ہیں - میں نے اس کے لئے راہ تلاش کو صحیح ترین پایا کہ اس سے پیغمبرانہ عظمت پر حرف نہیں آتا - اسی طرح بے شمار الفاظ و محاورات ہیں جن کے معانی اس لئے بھی زیادہ موزوں تلاش نہیں ہو سکے کہ اُس وقت لغت و تفسیریوں بسہولت مہیا نہیں تھیں جس طرح آج ہیں - یہ شعبۂ تحقیق دنیا کی مذہبی کتابوں پر بھی کام کرے اور کتبِ ادیانِ ماسبق میں اُن مفاہیم کو تلاش کرے جو

(باقی صفحہ ۶۴ پر)